درس قرآن
محمد احمد حافظ

انفاق فی سبیل اللہ

﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَا کُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَأتِیَ یَوْمٌ لَّابَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ وَالْکَافِرُوْنَ ھُمُ الظَّالِمُوْنَ O﴾ (سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۴)

''اے ایمان والو! خرچ کرلو (اللہ کی راہ میں) ان چیزوں میں سے جو ہم نے تم کو دی ہیں قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو خرید وفروخت ہوگی اور نہ دوستی (کام آئے گی) اور نہ ہی سفارش، اور ناشکرے لوگ ہی ظالم ہیں۔''

● ایمانی پکار:

اللہ رحمٰن ورحیم جب اہل ایمان کو خاص احکام کی تلقین کرتے ہیں تو یاایھا الذین اٰمنوا کے ذریعے نہایت پیار بھرے انداز میں اپنے مومن بندوں کو مخاطب فرماتے ہیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ والدین کو اپنی فرماں بردار اولاد اور استاذ کو اپنے لائق شاگرد کے ساتھ خصوصی تعلق ہوتا ہے، چناں چہ والدین خاص گھریلو امور اپنی فرماں بردار اولاد کے سپرد کرتے ہیں اور استاذ بھی لائق شاگرد کی لیاقت کو دیکھتے ہوئے علمی جانشینی عطا کرتے ہیں، جبکہ نافرمان اولاد اور نالائق شاگردوں کو قابل التفات بھی نہیں سمجھا جاتا۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ''اے ایمان والو!'' کہہ کر خاص خطاب فرمارہے ہیں اس لئے کہ ایمان ہی وہ خاص صفت ہے جو انسان کو یقین واعتماد سے مالا مال کرتی ہے، جو انسان کو بندگیٔ رب تعالیٰ پر ابھارتی اور اطاعتِ الٰہی کا خوگر بناتی ہے، اس کے اندر تقویٰ وتدیّن کے بیج بوتی ہے، صفت ایمان ایک مومن ومسلم بندے کو وہ قوت عطا کرتی ہے کہ پھر اس کے بعد وہ دین الٰہی کے ہر حکم پر عمل کرنے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ وتیار پاتا ہے اور اس راہ میں حائل کسی بھی رکاوٹ کو پرکاہ سے زیادہ حیثیت نہیں دیتا۔

ایمان نہ ہو تو انسان مردہ ہے، اسے اپنے معبود سے، دین واخلاق سے اور آداب زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس شخص کے دل میں ایمان نہ ہو وہ احکام الٰہی کی تعمیل سے گریزاں رہتا ہے۔

والکافرون ھم الظالمون ''اور ناشکرے لوگ ہی ظالم ہیں'' میں اسی طرف اشارہ ہے۔

تو اے ایمان والو!

مذکورہ بالا آیت اپنے مضمون میں بہت وسیع اور ہدایت میں بڑی عمیق ہے، اس آیت کا مطلب اور

خلاصہ واضح ہے، ''انفاق فی سبیل اللہ'' دین اسلام کا اہم ترین رکن اور ہماری حیاتِ اجتماعی کا اہم ستون ہے۔

اللہ رب العزت نے جو دین نازل فرمایا ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ کامل واکمل ہے، اور اس میں پیدائش سے لے کر مرنے تک، اس دنیوی زندگی میں تمام اجتماعی اور انفرادی مسائل کا حل عطا فرمایا گیا ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جیسا پیدا نہیں فرمایا، اسی طرح تمام انسانوں کی تقدیر ایک جیسی نہیں ہے بلکہ اس میں تنوع ہے، انسان اس دنیوی زندگی کو نبھانے اور گزارنے کے لیے مختلف تدبیریں کرتا ہے۔ کبھی وہ تجارت کرتا ہے، کہیں کھیتی باڑی کر کے رزق حاصل کرتا ہے اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو ملازمت کر کے اپنی زندگی کی گاڑی چلاتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ اس محنت اور تگ ودو کا ثمرہ ہر ایک کو ایک ہی جیسا اور اس کی منشاء کے مطابق نہیں ملتا، بہت سے لوگ معمولی محنت سے ہزاروں روپے اور ڈالر اپنے لئے جمع کر لیتے ہیں اور بہت سے لوگ سخت محنت کرتے ہیں مگر بڑی مشکل سے دو وقت کی روٹی پوری کر پاتے ہیں، بسا اوقات ان کے ہاں فاقوں کی نوبت بھی آ جاتی ہے، چناں چہ اللہ تعالیٰ نے ایسے فقیروں مسکینوں اور بے نواؤں کی خبر گیری کے لئے پورا نظام دیا ہے جسے ''انفاق فی سبیل اللہ'' کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا ومنشا یہ ہے کہ امت کے وہ افراد جنہیں اللہ نے رزق کی وسعت عطا فرمائی ہے وہ دولت وثروت سے محروم طبقات کی خبر گیری کریں

سورۂ معارج میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌO لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْم۔﴾ (۲۴،۲۵)

اور ان کے مالوں میں کچھ حصہ مقرر ہے دست سوال دراز کرنے والوں اور محروم لوگوں کے لیے۔

دوسری طرف اس عمل پر اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر وثواب رکھا ہے' وہ شخص جو ثروت مندی کے باوجود اپنے مال کا کچھ حصہ اللہ کی راہ میں نہیں نکالتا اس کے لئے شدید ترین وعیدیں بھی ہیں۔

قرآن مجید میں بیسیوں آیات ایسی ہیں جن میں انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب وتحریص دی گئی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

عنوانِ بالا کے تحت آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو بڑی حقیقتوں کی طرف اشارہ کیا ہے:

(۱) ایک تو اس طرف کہ اپنے مال کو موت سے قبل خرچ کر لیا جائے اس لیے کہ موت کے بعد یہ مال ودولت کسی کام نہیں آئے گا۔ فانی دنیا میں اندر رہتے ہوئے انسان اپنے مال میں سے جتنا چاہے رضاءِ الٰہی کے حصول کے لئے خرچ کر سکتا ہے، مرنے کے بعد جو بچ رہے گا وہ ترکے میں تقسیم ہو کر نئے مالکوں کے پاس چلا جائے گا۔

(۲) دوسرا یہ کہ قیامت کے روز ایسی نفسا نفسی کا عالم ہوگا کہ اس دن نہ تو لین دین ہو سکے گا اور نہ ہی دوستی یاری اور سفارش کام آ سکے گی۔ چناں چہ اہل ایمان کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اس دنیا کے اندر رہتے ہوئے آخرت کے لئے جتنا ذخیرہ کر سکتے ہو کر لو، تا کہ قیامت کے دن پچھتاوا نہ ہو۔ سورۂ منافقون میں اس مضمون کو یوں بیان کیا

گیا ہے:

﴿وَاَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّأْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَا اَخَّرْتَنِيْ اِلٰى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصَّالِحِيْنَ۔﴾ (آیت۱۰)

اورخرچ کرواپنے رزق میں سے قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کوموت اُچک لے پھر وہ کہتا پھرے میرے پروردگار! کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی مدت کے لئے مہلت دی تا کہ (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتا اور میں بھی نیکو کاروں میں سے ہو جاتا۔

ترمذی میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: قیامت کے دن بندے کے قدم اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ مال تم نے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان نہ تو دولت کمانے میں مطلقاً آزاد ہے اور نہ ہی خرچ کرنے میں۔ دولت کمانے کے لئے حلال ذرائع اختیار کرنا لازم ہیں اور خرچ کرنے میں بھی منشاءِ الٰہی جاننا ضروری ہے۔ منشاءِ الٰہی یہ ہے کہ اس مال کو رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور قیدیوں پر خرچ کیا جائے۔ جو شخص اس منشاءِ الٰہی کو نہیں سمجھتا یا سمجھتے ہوئے بھی روگردانی کرتا ہے تو قیامت کے دن ایسے آدمی کی حالت نہایت پریشان کن ہوگی۔ اس دن وہ چاہے گا کہ اسے اپنے مال کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے کی مہلت مل جائے مگر تب سوائے حسرت وافسوس کے اس کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، جبھی تو اللہ رب العزت بار بار متنبہ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں آخرت کے لئے جو کچھ ذخیرہ کر سکتے ہو کر لو تا کہ قیامت کے روز پچھتاوا نہ ہو۔ سورۂ ابراہیم میں اسی حوالے سے یوں تنبیہ کی گئی ہے:

﴿قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ﴾ (آیت۳۱)

میرے مومن بندوں سے کہہ دیجئے! کہ نماز قائم کریں اور جو رزق ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے پوشیدہ وعلانیہ خرچ کریں، اس سے پہلے کہ وہ دن آپہنچے جس میں نہ سوداگری ہو سکے گی اور نہ ہی دوستی (کام آئے گی)

● انفاق فی سبیل اللہ پر قرآنی بشارتیں:

انفاق فی سبیل اللہ پر اللہ تعالیٰ نے متعدد جگہ اہل ایمان کو بشارتیں دی ہیں اور یہ بشارتیں اتنی عظیم ہیں کہ اس دنیا کی نعمتیں کیا یہ پوری دنیا ان کے سامنے ہیچ ہے، سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝﴾ (سورۂ بقرہ، آیت ۲۷۴)

جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ رات کو دن کو پوشیدہ اور کھلے طور پر تو انہی کے لیے ہے ان کا اجر

اپنے رب کے پاس، اور نہ ڈر ہے اُن کو اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

سورۂ حدید میں ہے:

﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْر ۔﴾ (آیت ۷)

پس جو لوگ ایمان لائے تم میں سے اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا ان کے لئے بڑا ثواب ہے۔

مطلب یہ کہ غرباء و مساکین کی خبر گیری کرنے والے کے لیے قیامت کے روز منجملہ دیگر انعامات کے تین بڑے انعام حسبِ ذیل عطاء ہوں گے۔ (۱) اللہ رب العزت کے پاس بہت بڑا اجر (۲) عذابِ آخرت کے خوف سے نجات (۳) دنیوی زندگی میں مزید نیک اعمال نہ کر سکنے کے غم سے نجات۔ قیامت کے دن جس بندے کو یہ نعمتیں حاصل ہو جائیں' اس کی نجات میں کیا شک رہ جاتا ہے۔

● خرچ نہ کرنے پر قرآنی وعید:

جہاں قرآن مجید میں نہایت تواتر اور تسلسل کے ساتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم ہے وہیں خرچ نہ کرنے پر وعیدیں بھی ہیں، سورۂ حدید میں ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ O﴾ (آیت ۱۰)

اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہو حالانکہ زمین و آسمان کی میراث اللہ ہی کے لیے ہے۔

اس آیت کا لب و لہجہ بتا رہا ہے کہ ثروت مندوں کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے پر ڈانٹ پلائی جا رہی ہے۔ جو لوگ اپنے کمائے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے بلکہ جوڑ جوڑ کر رکھتے ہیں اور اپنی تجوریوں کو بھرتے رہتے ہیں ان کے لئے تو اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍO﴾

(سورۃ التوبہ، آیت ۳۴)

اور جو لوگ سونا چاندی (مال و زر) کو خزانوں میں بھرتے رہتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی ''خوش خبری'' سنا دیجئے۔

● انفاق فی سبیل اللہ کیوں؟

اوپر ذکر کردہ ساری تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ:

(الف) انسان جو کچھ کماتا ہے اس کا کُلّی طور پر مالک نہیں بلکہ یہ الٰہی امانت ہے جو انسان کے سپرد کی گئی ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی مرضی و منشاء کے مطابق ہی خرچ کیا جا سکتا ہے، اور منشاء الٰہی یہ ہے کہ انسان اپنی کمائی کا کچھ حصہ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے رکھ کر باقی اللہ کی راہ میں خرچ کر دے، انفاق فی سبیل اللہ کی مدات وہ ہیں

جن سے امتِ مسلمہ کا مفاد عامہ وابستہ ہو جیسے مدارس ومساجد، معتبر فلاحی ادارے، یتیم ومسکین بچے، بیوگان، مجاہدین فی سبیل اللہ، جہاد، مہاجرین، قیدی، طلبۂ علم دین، غریب وپس ماندہ عزیز واقارب، یہ تمام اس ذیل میں آتے ہیں۔

(ب) ''انفاق فی سبیل اللہ'' کا اس کے علاوہ مقصد یہ ہے کہ مومن بندے کے پاس مال ودولت کی اتنی فراوانی نہ ہوجائے کہ وہ عیش وعیاشی، اسراف وتبذیر اور نمود ونمائش جیسے اعمال قبیحہ میں مبتلا ہوکر اپنا گوہر ایمان گنوا بیٹھے۔

(ج) ''انفاق فی سبیل اللہ'' کے عمل سے جہاں محروم طبقات معاشی سطح پر سر بلند ہوتے ہیں وہیں دولت مند طبقات اپنے مرتبے سے نیچے اترتے ہیں اور یوں معاشرتی سطح پر اسلام کی عظیم الشان مساوات قائم ہوتی ہے جو صرف اسی دین کا طرۂ امتیاز ہے۔ یہاں یہ بات ملحوظ رہے کہ مال ودولت کے الٹ پھیر سے معاشرے میں عظیم تبدیلیاں آتی ہیں، اگر مال ودولت ایک طبقے میں سمٹ آئے اور ایک طبقہ تہی دست ہوتو حیاتِ انسانی عدم توازن کا شکار ہوجاتی ہے جس سے طبقاتی کشمکش جنم لیتی ہے' جو معاشرے پر نہایت برے اثرات مرتب کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسان کو دولت کی مطلق ملکیت نہیں دی بلکہ ''کسب دولت'' اور 'صرفِ دولت'' کی حد بندیاں قائم کردی ہیں تاکہ معاشرے میں توازن قائم رہے۔

● الہدیٰ:

☆ قرآن ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اموال میں سے غریبوں مسکینوں اور یتیموں پر بھی خرچ کریں تاکہ ان کے دکھوں، غموں اور مصیبتوں کا مداوا ہوسکے۔

☆ قرآنی ہدایت کے مطابق اپنی موت سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کرلینا چاہئے اس لئے کہ اگر بچ رہا تو وہ اس آدمی کے کام نہیں آئے گا۔

☆ قیامت کے روز کسی قسم کی دوستی، سفارش اور سودے بازی نہیں ہوسکے گی، ضمناً اس بات کی طرف بھی توجہ دلادی گئی کہ مومن کی یہ شان نہیں کہ وہ اس دنیا میں منہمک ہوجائے اور آخرت کو بھول جائے۔

☆ مال ودولت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اور انفاق فی سبیل اللہ گویا اس نعمت کا شکرانہ ہے، جو شخص انفاق فی سبیل اللہ کا عمل اختیار نہیں کرتا گویا وہ ناشکرا ہے، جو ناشکرا ہے وہ ظالم ہے۔ (**والکافرون هم الظالمون**)

☆ **والکافرون هم الظالمون** سے مراد اصطلاحی کفار بھی ہیں کہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے چناں چہ وہ بھی ظالم ہوئے۔